ایک اعلیٰ درجے کے صاحبِ قلم نے اسے اپنالیا، ذرا سے حذف کے ساتھ اس کی تلخیص کی اور ایک لفظ بھی اس میں بڑھائے بغیر بلا حوالہ چھاپ دیا، یہ حرکتیں ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں مگر اپنی دانست میں 'برہان' میں ہر مضمون ۔ مفتی صاحب اور مولانا اکبر آبادی صاحب کی حیات تک راقم سطور ذمہ داری سے کہہ سکتا ہے کہ ۔ نیا اور غیر شائع شدہ ہوتا تھا۔

ہر مضمون بلند پایہ علمی و تحقیقی ہوتا تھا۔ بعض مضامین بہت طویل ہوتے تھے جو کئی کئی قسطوں میں ہوتے تھے اکثر ان کو پھر کتابی شکل میں شائع کر دیا جاتا تھا۔ ان مضامین میں مختلف علمی موضوعات پر بے شمار اور نہایت اور نہایت قیمتی مضامین آئے ہیں جن کا اشاریہ (انڈکس) محترم جناب عابد رضا بیدارؔ صاحب نے بڑی محنت سے مرتب کر کے برہان اپریل ۶۶ء میں شائع کرایا ہے جس کا عنوان ہے "علوم اسلامیہ کی انسائیکلوپیڈیا" کئی قسطوں میں آیا ہے۔

شروع میں "نظرات" کے نام سے اداریہ (ایڈیٹوریل) ہوتا تھا جو ہمیشہ روز ازل سے مولانا اکبر آبادی صاحب کی وفات تک اکبر آبادی صاحب کا ہوتا تھا۔ دو ایک بار مفتی صاحب نے بھی نظرات[1] لکھے ہیں۔ ایک بار راقم سطور نے بھی نظرات لکھے ہیں، جلد ۳۰ یا ۳۲ میں عبادت بریلوی صاحب کے نظرات بھی آئے ہیں۔

نظرات میں ہمیشہ ملک کے عام حالات پر، ملی مسائل اور تعلیمی مسائل پر سنجیدہ اور متوازن اظہارِ خیال ہوتا تھا۔ کبھی کبھی علمی دنیا کی کسی خاص بات پر بھی اظہارِ خیال کیا جاتا تھا۔

برہان کے ابتدائی دور میں "اخبار علمیہ" کے نام سے بھی ایک مستقل کالم ہوتا

---

[1] چند مہینے ٹائیٹل پر ایڈیٹر کی حیثیت سے مفتی صاحب مرحوم کا نام آیا ہے یہ غالباً وہ زمانہ ہے جب اکبر آبادی صاحب سینٹ اسٹیفنس کالج دہلی میں لکچرار ہو گئے تھے اس وقت قانوناً رسالہ پر ایڈیٹر کی حیثیت سے نام نہیں آسکتا تھا۔

تھا جس میں مختلف سائنسی اکتشافات کا ذکر ہوتا تھا۔ "ادبیات" کا کالم بھی ہوتا تھا جو اس سے بھی بعد تک چلتا رہا جس میں ملک کے بلند پایہ شعراء کا کلام کبھی نعت کبھی غزل کبھی کسی اور صنف سخن میں معیاری کلام ہوتا تھا، بعد میں جیسے جیسے مفتی صاحب مرحوم کی مصروفیات بڑھتی گئیں اور اکبرآبادی صاحب دہلی سے باہر رہنے لگے تو برہان کے مستقل کالم رفتہ رفتہ ختم ہو گئے۔

"برہان" کی ایک خاص چیز اس کے تبصرے بھی ہیں، تبصرہ اصلاً نئی شائع ہونے والی کتابوں کے بارے میں دیانت دارانہ مشورہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب کیسی ہے اور مشورے کا اصول یہ ہے کہ وہ پوری دیانت داری سے دیا جائے اور مشورہ لینے والے کے حق میں جو حقیقی اور ایمان دارانہ صحیح رائے ہو وہ ظاہر کی جائے۔ ارشاد نبوی ہے کہ المستشار مؤتمن۔ جس سے مشورہ لیا جائے اس کو امین ہونا چاہئے (سنن اربعہ)۔

تبصرہ نگار اگر کسی کتاب کے بارے میں جانبداری برتے یا اس کے مصنف سے کسی ذاتی رنجش کی بناپر اس کو اس کے جائز مقام سے گرائے تو وہ اپنے قارئین سے خیانت اور بددیانتی کرتا ہے، برہان کے تقریباً اس نصف صدی کے طویل دور میں ہمیشہ دیانت دارانہ تبصرے ہوتے رہے ہیں اور انصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے پایا، نہ کبھی ذاتی تعلق کی بناپر کسی کتاب کی بے جا تعریف ہوئی نہ ذاتی مخاصمت کی وجہ سے کسی کتاب کی تنقیص کی گئی اور نہ ہی کسی بلند قامت شخصیت کے لحاظ سے منصفانہ علمی تنقید سے گریز کیا گیا۔

اکبرآبادی صاحب کا زمانۂ ادارت بیشتر دہلی سے باہر گزرا مگر اداریہ اور تبصرے وہ ڈاک سے بھیجا کرتے تھے۔ مضامین عموماً مولانا ہی کے پاس پہنچتے تھے وہ دیکھ کر بھیجا کرتے تھے، تبصرے کی جو کتابیں دفتر میں آتیں کچھ کچھ عرصے کے بعد جب مولانا

دہلی آتے تو خود ساتھ لے جاتے یا خود مفتی صاحب بھیجتے رہتے تھے، کبھی کبھی اور اخیر دور میں تو اکثر ایسا ہوتا تھا کہ دوسرے حضرات بھی تبصرے لکھا کرتے تھے جیسا کہ اخیر دور میں راقم سطور نے اکثر لکھے ہیں۔

تبصرہ نگار کا نام عموماً اشاروں میں ہوتا تھا جیسے عبداللہ طارق کے بجائے (ع ط) لکھ دیا، طویل تبصرے ایک الگ عنوان "باب التقریظ والانتقاد" کے تحت ہوتے تھے۔

بُرہانؔ کی یہ بھی ایک نرالی اور تاریخی چیز ہے کہ اس کے تقریباً اس پورے نصف صدی پر پھیلے ہوئے زمانۂ اشاعت میں کوئی خاص نمبر نہیں نکلا۔ تاریخ کا یہ کیسا عجیب دل دوز سانحہ ہے کہ بانی کی وفات پر ہی اس کی یہ آن ٹوٹ رہی ہے اور پہلی بار خود انہی کا خاص نمبر نکالا جا رہا ہے۔

۷۸۹

تأثرات

(از شمس الرحمٰن نوید عثمانی)

خدا کی "دولتِ جاوید" تیری ذات میں ہے
دلِ حیات کی دھڑکن تری وفات میں ہے!
تری نظر سے جو چھلکی شرابِ خُلقِ عظیم
بنام "حُبِّ نبوّت" تخیلات میں ہے!
خدا کرے نئی ملت کی قوم تو سے ہو پُر
ترا عجیب خلا، بزمِ کائنات میں ہے!